

لیلۃ اسری بہ قالت الانبیاء: مرحبا مرحبا سلام علیک

قرآنی آیات و احادیث اور اقوالِ علماء کی روشنی میں

معراجِ مصطفیٰ ﷺ
ہر اہلِ تعالیٰ علیہ

ترتیب و تحقیق

شاگردِ خاص خطیبِ اہل سنت پیر سید مظفر شاہ صاحب اختر قادری و مفتی ابوبکر صدیق صاحب شاذلی رحمۃ اللہ علیہ (Qtv)
اور خلیفہ مفتی ابوبکر صدیق صاحب شاذلی و حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

محققِ اہل سنت، ہنگورو عبد الرزاق قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

امام و خطیب جامع مسجد خضراء، نیوکلری، ہنگورہ آباد روڈ، لیاری 2 UC:

Cell: 03003501072 & 03312811542

بتعاون: مجاہد غوث و خواجہ و رضا میلاڈ کمیٹی مبارک مسجد، میٹھادر اور نوجوانانِ لیاری ٹاؤن

جملہ حقوقِ طباعت بحقِ مرتب و محقق محفوظ ہیں

ماہ و سنِ طباعت

مئی ۲۰۱۵ء / رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	مضمون
4	معجزہ کی تعریف
4	قصہ اسرا و معراج
7	واقعہ معراج سے حاصل ہونے والے فوائد
7	حفاظتِ نماز
9	امانتداری
9	راز و عیب فاش کرنے اور مذاق و تنقید و غیبت کرنے کا وبال
10	زنا سے اجتناب
10	جنت کی مٹی پاکیزہ، اُس کا پانی میٹھا اور وہ ہموار زمین ہے۔
11	اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا کہ میں اسے دیکھ رہا تھا۔
12	معراجِ مصطفیٰ ﷺ کی دلیل
15	مآخذ و مراجع

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين، ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، أما بعد: فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم.

معجزہ کی تعریف

عزیزانِ محترم! معجزہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ "نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہوا کرتی ہے کہ نبی اپنی سچائی کا علانیہ دعویٰ فرما کر ایسا کام ظاہر کرنے کا ذمہ لیتا ہے جو عام طور پر ناممکن ہو، اور انکار کرنے والوں کو دعوت دیتا ہے کہ اگر ان کا انکار درست ہے تو وہ بھی ایسا ہی کر دکھائیں، اللہ جلّ جلالہ اپنے نبی کے دعویٰ کے مطابق ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے، اور نبی کی نبوت کا انکار کرنے والے ایسا کر دکھانے سے عاجز رہتے ہیں، اسی کو معجزہ کہتے ہیں" (۱)۔

قصہ اسرار و معراج

رفیقانِ ملتِ اسلامیہ! تمام کمزوریوں، عیبوں سے بالکل پاک و منزہ اللہ رب العالمین جلّ جلالہ نے اپنے حبیبِ کریم ﷺ کو آسمانوں کی سیر کرائی، قلیل وقت میں طویل سفر طے کرایا اور اپنی قدرت کی واضح نشانیاں دکھائیں، خالق کائنات جلّ جلالہ نے اس عظیم ترین معجزہ اسرار کو بڑے مخصوص اسلوب سے بیان فرمایا، کہ ہر عقل سلیم

(۱) "شرح العقائد النسفية" ص ۸۶۔

اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾^(۱) "اُسے پاکی ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے؛ تاکہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں، یقیناً وہ سنتا دیکھتا ہے۔"

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی جسمانی معراج کا ذکر ہے، جو اعلانِ نبوت کے گیارہویں سال بمطابق ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب، پیر کی رات کے آخری حصے میں، بیداری کی حالت میں ہوئی^(۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «أَتَيْتُ - وَفِي رِوَايَةٍ هَذَا: مَرَرْتُ - عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ»^(۳) "معراج کی رات میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔"

(۱) پ ۱۵، الإسراء: ۱.

(۲) "روح البیان" تفسیر سورة الإسراء، تحت الآية: ۱، ۱۰۶/۵.

(۳) "صحیح مسلم" کتاب أحادیث الأنبياء، باب من فضائل موسى ﷺ،

ر: ۶۲۳۳، ۷/۱۰۲.

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سفرِ معراج میں جب
 سدرۃ المنتہیٰ و النقیۃ اعلیٰ پر تشریف فرما ہوئے، جو انوارِ ربانی کی تجلّی گاہ ہے، جس کی
 کیفیت الفاظ کے پیمانوں میں سمجھیں سکتی، وہاں انوار و تجلیات کا جو مشاہدہ بے تاب
 نگاہوں نے بلا واسطہ کیا، خلوتِ گاہِ راز میں راز و نیاز کے جو پیغامات عطا ہوئے، وہ
 عقلِ مخلوق کی رسائی سے بالاتر ہے، اللہ کریم نے خود اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:
 ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى * فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى * فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا
 أَوْحَىٰ﴾^(۱) "پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا، تو اُس جلوے اور اس محبوب
 میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم، اب اُس نے جو وحی فرمائی تھی فرمائی۔"

محترم حضرات! سفرِ معراج میں خالقِ کائنات ﷻ نے کائنات کے کرشمہ وراز سے اپنے محبوبِ کریم، جانِ کائنات ﷺ کو آگاہ فرمایا، الغرض اُس کی بے انتہا نوازشوں اور لا تعداد عنایتوں سے سرفراز ہو کر نبیِ رحمت ﷺ واپس تشریف لائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ * لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ ^(۱) "آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے تجاوز کیا، یقیناً آپ نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں"۔ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی شان اور اللہ کی دی ہوئی طاقت تھی کہ آپ ﷺ نے ربِ تعالیٰ کے خصوصی انوار و تجلیات کے نظارے کیے، جنّت و دوزخ، عالم ملکوت کے عجائبات کا مشاہدہ کیا، انبیاء و ملائکہ سے ملاقاتیں کیں، لیکن نہ تو آپ کی آنکھیں اُن انوار و تجلیات کی چمک دمک سے خیرہ ہو کر چُندھیائیں، نہ دل گھبرایا، بلکہ جی بھر کر اُن کا دیدار کیا۔

واقعہ معراج سے حاصل ہونے والے فوائد

حفاظتِ نماز

حضراتِ محترم! اسی مقامِ قُرب اور گوشہٴ خلوت میں دیگر انعاماتِ نفیسہ کے علاوہ پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم بھی ملا، لیکن حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے حکمت بھرے مشوروں سے ہماری مدد فرمائی؛ کہ ہم پر فرض کی گئی پچاس نمازوں میں کسی کا مشورہ دیا، نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ "سفرِ معراج سے واپسی پر راستہ میں

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: «خَمْسِينَ صَلَاةً» "پچاس نمازیں" حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں، آپ کی اُمت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، آپ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف و رعایت طلب کیجئے، سرکارِ دو عالم ﷺ بار بار رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر تخفیف کرواتے رہے، یہاں تک کہ پچاس میں سے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں^(۱)۔

حضراتِ گرامی قدر! شبِ معراج حضورِ اکرم ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے سروں کو کوٹا جا رہا تھا، پھر وہ سرفوراً پہلے کی طرح درست ہو جاتے، یہ سلسلہ اُن کے ساتھ لگا تار جاری تھا، سرکارِ دو عالم ﷺ نے پوچھا: «يَا جَبْرِيلُ! مَنْ هَؤُلَاءِ؟» "اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟" عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز کی ادائیگی میں سُستی کیا کرتے تھے^(۲)۔

(۱) "صحیح مسلم" کتاب الایمان، باب الإسماء والمعراج، ر: ۳۳۰،

۱۰۱/۱۔

(۲) "مسند البزار" ما انفرد به البصريون، أبو العالية أو غيره، ر: ۹۵۱۸،

۵/۱۷۔

امانداری

نبی پاک ﷺ نے شبِ معراج ایک منظر یہ بھی دیکھا کہ ایک شخص جس نے بڑی بھاری گٹھری باندھی ہوئی ہے، لیکن وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا، اور اس گٹھری میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہے، سرکارِ ابد قرار ﷺ نے فرمایا: «یا جبریل! ما هذا؟» "اے جبریل! یہ کیا ہے؟" حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام نے عرض کی: یہ آپ کا وہ اُمّتی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوں گی، وہ ان کو ادا نہیں کرے گا اور مزید امانتیں رکھنے کا خواہش مند ہوگا^(۱)۔

راز و عیب فاش کرنے اور مذاق و تنقید و غیبت کا وبال

برادرانِ اسلام! مسلمان کار از فاش کرنا، اُس کی بے عزتی کرنا، اُس کا مذاق اُڑانا، اس پر طعن و تشنیع اور اس کی غیبت کرنا بہت سخت گناہ اور عذابِ الہی کو دعوت دینا ہے، واقعہ معراج میں ایسے لوگوں کا انجام بھی دکھایا گیا، ہمارے پیارے آقا، جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ هُمْ أَظْفَارُ مِنْ نَحَاسٍ يَحْمِسُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ؟» "جب مجھے معراج کروائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانے کے تھے، اور وہ اُن سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟" حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ

وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور اُن کی عزت خراب کرتے ہیں^(۱)۔

زنا سے اجتناب

عزیزانِ محترم! سفرِ معراج میں حضورِ اکرم ﷺ نے ایک قوم دیکھی جن کے پاس ایک ہانڈی میں پکا ہوا لذیذ گوشت ہے، اور دوسری ہانڈی میں بدبو دار گوشت، وہ لوگ پاک و لذیذ کھانا چھوڑ کر بدبو دار کھانے پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ نے فرمایا: «یا جبریلُ ما هذا؟» "اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟" عرض کی: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی حلال بیویوں کو چھوڑ کر بدکار عورتوں کے پاس جایا کرتے تھے^(۲)۔

جنت کی مٹی پاکیزہ، اُس کا پانی میٹھا اور وہ ہموار زمین ہے

برادرانِ اسلام! اس سفر میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ملاقات کے وقت جو معاملہ ہوا اُس کو رسولِ اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

«لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَقْرَبُ أُمَّتِكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيَعَانُ، وَأَنَّ

(۱) "سنن أبي داود" كتاب الأدب، باب في الغيبة، ر: ۴۸۷۸، ۴/ ۲۶۹.

(۲) "مسند البزار" ما انفرد به البصريون، أبو العالية أو غيره، ر: ۹۵۱۸،

غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ»^(۱)
 "شبِ معراج میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی، انہوں نے فرمایا کہ اے محمد،
 اپنی اُمت کو میرا سلام کہیے اور انہیں بتائیے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اُس کا پانی میٹھا اور وہ ہموار
 زمین ہے، اُس کی کاشت "سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله
 والله أكبر" ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا کہ میں اسے دیکھ رہا تھا
 میرے بزرگو اور دوستو! جب رسول اللہ ﷺ اپنے سفرِ معراج سے
 واپس لوٹے تو کفارِ قریش نے اس معجزے کا انکار کیا اور مذاق اڑایا، اور اس واقعہ کو
 جھوٹ سمجھ کر ادھر ادھر لوگوں میں غلط انداز سے پھیلا نا شروع کر دیا، لوگ اس میں
 مزید بڑھا چڑھا کر دلائل و براہین کا مطالبہ کرنے لگے، اللہ کے سچے اور پیارے نبی
 ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي الْحَجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ
 مَسْرَايَ، فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً
 مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ، - قال: - فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ
 شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ»^(۲) "میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا کہ قریش مجھ سے میری اس سیر

(۱) "سنن الترمذی" أبواب الدعوات، باب، ر: ۳۴۶۲، ۵/۵۱۰.

(۲) "صحیح مسلم" کتاب الإیمان، باب الإسرائء والمعراج، ر: ۳۴۹،

کے بارے میں سوال کر رہے تھے، انہوں نے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں مجھ سے پوچھیں جن کو میں نے محفوظ نہیں رکھا تھا، جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ ایسا کبھی پریشان نہیں ہوا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا کہ میں اسے دیکھ رہا تھا، وہ مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھتے رہے اور میں ان کو بیان کرتا رہا۔"

معراجِ مصطفیٰ ﷺ کی دلیل

عزیزانِ محترم! ایک مقامِ پریوں ارشادِ ربانی ہے: ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ﴾ * مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿^(۱) "اُس پیارے حکمتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے!، نہ وہ بہکے نہ بے راہ چلے"۔

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں: "﴿وَالنَّجْمِ﴾ سے مراد حضور ﷺ ہیں، اور ﴿هَوَى﴾ سے مراد اُن کا معراج سے واپس آنا ہے" ^(۲)۔

اللہ تعالیٰ نے مقامِ قُرب کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى﴾ * ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى * فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى * فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ

(۱) پ ۲۷، النجم: ۱، ۲۔

(۲) "الجامع لأحكام القرآن = تفسیر القرطبی" النجم، تحت الآية: ۱، ۲،

عَبْدِهِ مَا أَوْحَى * مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ﴿١﴾ "وہ آسمانِ بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا، پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا، تو اُس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم رہا، اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو چاہا وحی فرمائی، تو جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہیں جھٹلایا۔"

معراج کی رات اس قُربِ خاص میں بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ سے وہ خاص باتیں کیں جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں، محدثینِ کرام نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قُربِ خاص میں اپنے محبوب ﷺ پر ایسا کرم فرمایا کہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: «فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ»^(۱) "اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی کے درمیان محسوس کی اور مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے وہ میں نے جان لیا۔" اس حدیث کو امام ترمذی نے حسنِ غریب اور البانی نے صحیح کہا۔

(۱) پ ۲۷، النجم: ۷-۱۱۔

(۲) "سنن الترمذی" أبواب التفسیر، باب: ومن سورة ص، ر: ۳۲۳۴،

اس واقعہ معراج سے نمازِ نوافل کی فضیلت کا سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ کے نبی ﷺ کو جس رات معراج کرائی گئی تو آپ جنت میں داخل ہوئے، آپ نے اُس کی ایک جانب سے ایک ہلکی آواز سنی، فرمایا: «يَا جَبْرِيلُ مَا هَذَا؟» "اے جبریل یہ کیا ہے؟" عرض کی: یہ مؤذن بلال ہیں^(۱)۔ اور جب اللہ کے رسول ﷺ نے بلال سے فرمایا: «يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمَلْتَهُ عِنْدَكَ فِي الْإِسْلَامِ مَنَفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشَفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ» "اے بلال! مجھے وہ عمل بتلاؤ جس کی تمہیں اسلام میں سب سے زیادہ منفعت کی اُمید ہو، کیونکہ میں نے آج رات کو جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے"، حضرت بلال نے کہا: میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی منفعت کی مجھے زیادہ اُمید ہو، البتہ رات ہو یا دن جب میں مکمل وضو کرتا ہوں تو میں اُس وضو کے ساتھ اتنی رکعات نماز پڑھ لیتا ہوں جتنی اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھ دی ہے^(۲)۔

(۱) "المسند الإمام أحمد بن حنبل"، ومن مسند بني هاشم، مسند عبد الله بن

العبّاس بن عبد المطلب، ر: ۲۳۲۴، ۴/۱۶۶.

(۲) "صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل بلال

رضي الله عنه، ر: ۶۴۰۶، ۷/۱۴۶.

أخذ ومراجع

_ الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، القرطبي (ت ٦٧١هـ)، تحقيق أحمد البردوني وإبراهيم أطفيش، القاهرة: دار الكتب المصرية ١٣٨٤هـ، ط ٢.

_ روح البيان، إسماعيل حقي (ت ١٢٧هـ)، بيروت: دار الفكر.

_ سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي أبو عيسى (ت ٢٧٩هـ)، تحقيق إبراهيم عطوة عوض المدرّس في الأزهر الشريف، مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي ١٣٩٥هـ، ط ٢.

_ سنن أبي داود، سليمان بن الأشعث السجستاني (ت ٢٧٥هـ)، تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد، بيروت: المكتبة العصرية.

_ شرح العقائد النسفية، سعد الدين التفتازاني (ت ٧٩١هـ)، تحقيق د/ أحمد حجازي السقا، القاهرة: مكتبة الكليات الأزهرية ١٩٨٧م، ط ١.

_ صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري (ت ٢٥٦هـ)، تحقيق محمد زهير بن ناصر الناصر، جدة: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم محمد فؤاد عبد الباقي) ١٤٢٢هـ، ط ١.

— صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (ت ٢٦١هـ)، تحقيق مجموعة من المحققين، بيروت: دار الجيل (مصورة من الطبعة التركية المطبوعة في استانبول سنة ١٣٣٤هـ).

— القرآن الكريم كلام الله تعالى

— مسند الإمام أحمد بن حنبل، أحمد بن محمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ)، تحقيق شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤٢١هـ، ط ١.

— مسند البزار، البزار (ت ٢٩٢هـ)، تحقيق عادل بن سعد، المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم ١٩٨٨-٢٠٠٩م، ط ١.